

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ ۝

بے شک پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مشورہ دیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما۔
(پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۹۶)

تاریخ تعمیر کعبہ



تفسیر لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، بخیر اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحاج الحافظ

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی قدس سرہ

www.FaizAhmedOwaisi.com



بسم الله الرحمن الرحيم
الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين

تاریخ تعمیر کعبہ

تھیں لکھیں

شش اہمیتیں ہفتا وقت فیض ملت ہمسرا عظیم پاکستان
حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ

○ ☆ ☆ ☆ ○

○ ☆ ☆ ○

○ ☆ ○



بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله ﷺ

الحمد لله على فضله واحسانه، اس رسالے میں ہر طریقہ، ہر سیر شریعت شیخ الحدیث والقرآن، محدث وقت حضرت علامہ ابو الصالح محمد مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی فرما رہے ہیں۔ آپ نے اس دور پر فتن میں "5000" کے قریب کتابیں تحریر فرمائیں جن میں نصف سے زائد غیر مطبوعہ ہیں۔

زیر نظر رسالہ "تاریخ تعمیر کعبہ" یزید فیضان اویسی کی اکیسویں پبلکیشن ہے مولا اسے اپنی بارگاہ میں مقبولیت کا شرف

بخشے مصنف استاذی و سندی کو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حبیب ﷺ کے طفیل صحت و عافیت کے ساتھ اجر عظیم عطا فرمائے کہ مجھے اس قابل سمجھ کر اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

آمین بجاوٹہ و لیس
ناظم اعلیٰ و سب درگا و اویسی
محمد نعمان احمد اویسی



حضور منبر اعظم پاکستان کے بارے میں جید علماء کرام کے تاثرات

(محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاحتاز پٹی ایچ ڈی کراچی یونیورسٹی)

بہاولپور کے بقیۃ السلف علماء میں سے مشہور مناظر، مدرس، محدث، مفسر اور کتب عدیدہ کے مترجم و شارح حضرت علامہ فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ کی علمی خدمات کا اعتراف ہر صاحب علم کی زبان و لہجہ پر ہے۔ پاکستان میں نگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے فروغ احیاء کے لئے حکیم محمد موسیٰ امرتسری و پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کے علاوہ جن چند بزرگوں کے نام لئے جاسکتے ہیں ان میں حضرت علامہ فیض احمد اویسی سرفہرست ہیں۔ بریلوی مسلک کی اشاعت میں حضرت کا حصہ بہت نمایاں ہے اور وہ اس میدان میں اپنے ہم عصروں کو بہت پیچھے چھوڑ گئے ہیں گو کہ انہیں کراچی اور لاہور کے ادارہ ہائے امام احمد رضا کی سرپرستی اور معاونت حاصل نہیں رہی اور نہ انہیں بہاولپور جیسے چھوٹے سے شہر میں بڑے شہروں کے سے مالی وسائل حاصل ہو سکے مگر اس کے باوجود انہوں نے تصنیف و تالیف و نشر و اشاعت کا جو کام انجام دیا ہے۔ وہ بڑے بڑے اداروں سے بڑھ کر ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات میں خود ایک ادارہ ہیں۔ مطبوعہ اور ہزاروں غیر مطبوعہ تحریریں ان کی زندگی کے قیام کے کسی خاص مشن کے لیے وقف ہونے کا خود منہ بولنا ثبوت ہیں۔ ملک بھر میں جتنے طلاب ان کے ہیں شاید ہی کسی استاد کے ہوں۔ بریلویت کے دفاع کے جو گرا اپنے شاگردوں کو دورہ ہائے تفسیر و حدیث میں سکھاتے ہیں وہ کسی اور کے پاس نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مناظرہ کے میدان میں انہی کے تربیت یافتہ علماء کو تلاش کیا جاتا ہے۔ ان کی تحریروں میں اعلیٰ حضرت کا رنگ جھلکتا ہے۔ وہ تفسیر لکھ رہے ہوں یا تقریر فرما رہے ہوں، منطق کا کوئی مسئلہ سمجھا رہے ہوں یا صرف و نحو کے قواعد کی تشریح فرما رہے ہوں مخالفین کی خبر ساتھ ساتھ لیتے جاتے ہیں چنانچہ مخالف لوگ ان کے اس مخصوص انداز کی بات پر انہیں وقت کا **احمد رضا** تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت علامہ فیض احمد اویسی اپنی حیات مستعار کے آخری سرے پر کھڑے ہیں اور دل میں یہ آرزو رکھتے ہیں کہ وہ اپنے جیتے جی اپنی تمام تحریری کاوشوں کو مطبوعہ صورت میں دیکھ سکیں۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، مرکزی مجلس مکتبہ رضویہ، دارالعلوم امجدیہ اور دیگر بریلوی نشر و اشاعت کے اداروں کو ان کی اس آرزو کی تکمیل میں بھرپور تعاون کرنا چاہیے اور نئے نئے لکھاریوں کی تلاش و جستجو کی بجائے اس کہنہ مشق محقق کے تمام مسودات حاصل کر کے ان کی فی الفور اشاعت کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد! فقیر نے "تاریخ تعمیر کعبہ" پر ایک مختصر رسالہ لکھا پچھلی تمام اشاعت کی طرح "بزم فیضانِ اویسیہ" نے اس کی بھی ذمہ داری قبول کی اور الحمد للہ پچھلے تمام دیئے گئے مسودے کی اشاعت کر کے انہوں نے دینِ شہین کی خوب خدمت کی ہے۔

اس کی اشاعت کے لئے "بزم فیضانِ اویسیہ" کو تشدد دیا۔ مولیٰ عزوجل ان عزیزوں کو دوسرے رسائل کی طرح اس رسالہ کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے اور میرے لئے اور ان کے لئے توشہ راہِ آخرت ہو۔ آخر میں دعا ہے کہ ان عزیزوں کو اللہ تعالیٰ دارين کی فلاح و بہبودی بخش کر ان کے لئے اور میرے لئے توشہ آخرت اور اس رسالہ کے قارئین کے لئے مشعل راہ بنائے۔



آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ واولیاء ائمہ وعلماء بلآئہ اجمعین

مدینۃ کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی خفزلہ

بہاولپور (اویسی نگر) پاکستان

۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ (بروز اتوار قبل منلوۃ الفطر)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده

اما بعد! کعبہ اس کمرہ کا نام نہیں کہ جس پر سیاہ غلاف ہے بلکہ وہ ایک حقیقت تھکی و حق مٹھی ہے۔ جس کا یہ ظاہری کعبہ مظهر ہے اور تھکی حق کا اعہار نئی پاک ﷺ یوں ہیں کہ تخلیق ارض و سموات سے پہلے پانی ہی پانی تھا جس پر عرش الہی تھا اور بس۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ زمین بچھاؤ لیکن اس کا آغاز لورانی جھاگ کے بلبہ سے کرو۔ جو اس وقت پانی کے اوپر نمایاں طور پر چمک رہا تھا۔ وہ بلبہ حضور اکرمؐ، نور مجسم، آقا نامدار، رحمت اللعالمین ﷺ کا بشری خیر اقدس تھا۔ وہ اسی مقام پر تھا جہاں یہ کعبہ معظمہ کا کمرہ ہے۔ تفصیل کیلئے فقیر کی تصنیف ”محبوب مدینہ“ (مطبوعہ) کا مطالعہ فرمائیے۔

اس سے ثابت ہوا کہ کعبہ معظمہ کی عظمت بہادبہ مصطفیٰ ﷺ ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔ اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ ”کعبہ کا کعبہ“ میں ہے جو کہ مطبوعہ ہے۔ تاریخ کعبہ پر فقیر کی ضخیم تصنیف ہے اب بڑی کتابیں پڑھنے والے دنیا سے اٹھتے جا رہے ہیں یہ اس کا ایک خلاصہ ہے۔ جسے بزم فیضانِ اویسیہ نے شائع کرنے کا شوق ظاہر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فقیر کی سنی اور اراکین کا شوق پورا فرمائے اسے فقیر و اراکین کے لئے توفیقِ آخرت اور اہل اسلام کے لئے مشعل راہ بنائے۔ (آمین)

فضائل کعبہ

اس کعبہ کے ظاہر کے فضائل میں احادیث مبارکہ بکثرت ہیں۔ منجملہ ان میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

من نظر الى الكعبة ايمانا و تصديقا خرج من خطاياہ كيوم ولدته امه

جس نے کعبہ کو ایمان و تصدیق کی حالت میں دیکھا گناہوں سے پاک ہو گیا۔ جیسے نومولود بچہ

(۲) جس نے کعبہ میں ایک ماہ کا روزہ رکھا ایسا ہے جیسے ایک لاکھ روزے رکھے۔ کعبہ میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ایک نماز

کے بدلے ہے کعبہ کا دیکھنا ایسا ہے جیسے غیر کعبہ میں ایک سال اس نے عبادت کی ہو۔

فائدہ

ہم سب کا قبلہ بظاہر یہی کمرہ ہے جس کے چاروںہم اس کی جانب نماز ادا کرتے اور حج و عمرہ کے لئے طواف کرتے

ہیں گویا یہ ہمارے اصل قبلہ کا لباس ہے جو بار بار بدلا اسی کعبہ کے ظاہر کے لئے ہے کہ وہ اولیاء کرام کی زیارت کے لئے جاتا ہے اگر یہ نہ ہوتا اس کا معنی یہ ہوا کہ قبلہ ہونا ختم بلکہ قبلہ اسی جگہ کا نام ہے جس کا یہ ہی کمرہ لباس ہے۔ اسی لئے ”رد المحتار“ اور ”در مختار“ اور دیگر فتاویٰ کی کتابوں میں تصریح ہے کہ یہ کمرہ کہیں چلا جائے یا ختم ہو جائے تو ہمارا قبلہ وہی جگہ ہے جہاں یہ کمرہ نصب ہے اس سے ثابت ہوا کہ بظاہر جس کا نام کعبہ ہے وہ پتھروں وغیرہ سے تیار ہوا اور مختلف ادوار میں مختلف اشیاء سے بنایا گیا اور ظاہر ہے کہ ان تمام اشیاء کے حضور سرور عالم قبلہ کعبہ اور مرشد حق اور نبی مرسل ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ

ارسلت الی الخلق کالغنی

میں تمام مخلوق کا رسول ہوں

فیصلہ

کعبہ کے ظاہر کی جملہ اشیاء فرداً مجموعی طور پر انسانوں کی تیار کردہ ہیں لیکن انہیں شرف ملا کیونکہ وہ کعبہ کے باطن سے منسوب ہیں اور باطن کعبہ کے کعبہ بھی حضور ﷺ ہیں تو کعبہ کے ظاہر کے طریق اولیٰ کعبہ ہوئے۔

کعبہ کا باطن

کعبہ کے ظاہر کی جگہ کعبہ کا باطن ہے اور کعبہ کے باطن کو یہ سعادت یوں نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو فرمایا کہ اس نے حکم ربانی:

﴿☆﴾ اِنِّیْۤا طَوَّعًا اَوْ مَكْرُہًا (پارہ ۲۳، سورۃ فتح السجدۃ، آیت ۱۱)

ترجمہ: دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے۔

﴿☆﴾ فَاَلَا اِنِّیْۤا طَائِعِیْنَ (پارہ ۲۳، سورۃ فتح السجدۃ، آیت ۱۱)

ترجمہ: دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔

﴿ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَاءِ وَہِیْ ذُغَانٌ لِّقَالٍ لَّہَا وَ لِاٰزْحٰسٍ اِنِّیْۤا طَوَّعًا اَوْ مَكْرُہًا فَاَلَا اِنِّیْۤا طَائِعِیْنَ﴾ (پارہ ۲۳، سورۃ فتح السجدۃ،

آیت ۱۱)

ترجمہ: پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض

کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ شرف بخشا کہ قیامت اس کی تعظیم و تکریم ہوتی رہے گی اور اسی وقت سے ہی اس کی حفاظت

کا سلسلہ شروع کیا گیا چنانچہ تقاسیر میں ہے کہ یہ کعبہ سب سے پہلے فرشتوں نے موتیوں سے بنایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی بنیاد پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نشان لگایا اور پہلے مار کر تخت اتر لی تک بنیاد قائم کی اور اس میں **کوہ لبنان، کوہ طور، کوہ جودی، کوہ حرا، کوہ زیتا** کے پتھر فرشتوں نے بھرے اور بیت اللہ شریف کی تعمیر میں تین پہاڑوں کے پتھر استعمال کئے گئے یعنی **کوہ ابوقیس، کوہ حرا، کوہ درقان**۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر کی ابتدا یکم ذیقعدہ کو ہوئی اور ۲۵ ذیقعدہ کو مکمل ہوئی۔

1 ﴿کعبہ معظمہ کو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا اور وہ عمارت طوفان نوح علیہ السلام تک قائم رہی۔ طوفان میں وہ عمارت تو منہدم ہو گئی مگر حجر اسود کو جبریل علیہ السلام نے جبل ابوقیس (قریب کعبہ شریف) میں بحفاظت رکھ دیا تھا۔ طوفان کے ختم ہونے کے بعد کعبہ مکہ کے مقام پر ایک سرخ رنگ کا ٹیلہ نمودار ہو گیا تھا۔

2 ﴿حضرت آدم علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کے بیٹوں نے چند پتھر جمع کر کے مکان تیار کیا۔

3 ﴿انہی بنیادوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ ملا کر کعبہ مکہ کو بنایا جس پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کام کرتے تھے وہ ابھی تک وہاں موجود ہے جسے مقام ابراہیم کہتے ہیں۔ یہ مقام حضور سرور عالم ﷺ کے زمانہ اقدس میں کعبہ مکہ کے متصل تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی وہیں رہا لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جنگی مطاف کی وجہ سے اسے وہاں سے اٹھوا کر اس کی پہلی جگہ پر رکھوا دیا۔ جب سے آج تک اسی جگہ پر ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے بتانے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حجر اسود کو کن شرقی میں رکھ دیا۔

4 ﴿ایک پہاڑی کے نالہ کے پانی کی وجہ سے وہ عمارت بھی گر گئی تو قبیلہ جرہم نے اسے جوں کا توں بنادیا۔

5 ﴿وہ عمارت بھی گر گئی تو قوم عمالیق کے ایک قبیلہ بنی عمیر نے تعمیر کیا۔

6 ﴿قصی بن کلاب نے اسے بنایا اور اس پر غلاف سیاہ ڈالا۔ یہ عمارت آنحضرت ﷺ کی دس بارہ برس کی عمر تک قائم رہی اس وقت ایک عورت پردہ کے پاس کھڑی ہوئی بخور جلا رہی تھی کہ پردہ میں آگ لگی اور تمام عمارت جل گئی۔

7 ﴿پھر اہل قریش نے خانہ کعبہ کو بنایا اور وہی صورت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک قائم رہی یعنی دائرہ مطاف ہی حد حرم تھا اور آمد و رفت باب بنی شیبہ سے ہوتی تھی۔ جسے اب **"باب السلام"** کہتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نے ۱۳ھ میں مطاف کے ارد گرد کے مکان لوگوں سے مول لے کر محن بڑھا دیا اور اس کے ارد گرد قدیم آدم کے برابر دیوار کھڑی کر دی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اور مکان خرید کر محن کو اور بھی کشادہ کیا۔

8 ﴿حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں بدستور قدیم خانہ کعبہ کو بنایا اور حطیم کی زمین کو پھر اندر لے لیا اور دو

دروازے زمین کے برابر بنائے گئے تھے۔ ۲۷ رجب ۱۲۳ھ کو یہ عمارت تیار ہو چکی اور حرم کے ارد گرد کے مکان خرید کے مسجد الحرام میں شامل کر گئے۔

9) اُن کے بعد بنی امیہ کا دور ہوا۔ حجاج بن یوسف کے نائب عبدالملک بن مروان نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی عمارت کو ناپسند کرتے ہوئے دوبارہ قریش کے طرز پر بنادیا۔ مشرق کی طرف صرف ایک دروازہ رکھا اور اندر سے قدر آدم بھرت کر کے دروازہ کو اونچا کر دیا اور چھت اور کواڑ ساج کی لکڑی کے بنائے اور حطیم کی زمین کو باہر کر دیا۔ یہ تعمیر ۳۷ھ میں ہوئی۔ پھر ولید بن عبدالملک نے محسن کو بڑھایا اور ۱۶۹ھ میں اس کی تعمیر ختم ہوئی۔ پھر معتضد عباسی نے محسن کو بڑھایا اور محلہ دارالاندوہ کو حرم میں داخل کر کے ایک دروازہ قائم کیا جس کا نام باب الزیارہ رکھا۔ چنانچہ یہ تعمیر حجاج بن یوسف کے عہد سے سلطان مراد خان بن احمد خان (سلطان روم) کے عہد تک قائم رہی۔

10) سلطان مراد خان اول کے زمانہ میں باب ابراہیم کے قریب ایک رہاٹ میں آگ لگی اور سارا حرم جل گیا تو سلطان ممدوح نے از سر نو تعمیر کرایا سوائے اس گوشہ کے کہ جس میں حجر اسود ہے حجاج بن یوسف کی بنیاد کے مطابق بنادیا۔ فرش اور دیواروں میں سنگ مرمر لگایا اور دیواروں پر آیات قرآنی خوش خط کندہ کرائیں اور اندرون کعبہ مکہ مدد ستون صندل کے بہت موٹے خوب صورت تیل بوٹے سے مٹھل کر کے لگوا دیئے اور دونوں طرف کی دیوار عرضی تک ان دونوں صندل کے ستونوں پر ہوتا ہوا ایک چاندی کا ٹھاڈ حلا ہوا رکھا جو دفعت گول تھا اور اس میں بہت موٹی موٹی چاندی کی زنجیریں لٹکادی تھیں جن میں سونے کے ظروف اور مثل عود سوز اور روشنی کے ٹپکتے تھے۔

ساج کی لکڑی کے کواڑوں پر چاندی کے پترے چاندی کی کیلوں سے جڑے ہوئے تھے اور سب پر سونے کا طبع تھا اور چھت پر ایک پر نالہ گز بھر لیا ایک بالشت چوڑا سونے کا لگا ہوا تھا جسے "میزاب رحمت" کہتے ہیں اور قرآنی آیات بھی اس پر کندہ تھیں اس پر نالہ کا پانی حطیم کے ایک سیاہ پتھر پر پڑتا جس کے نیچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا حزار ہے۔ کعبہ کی دیواریں باہر سے سنگ سرخ اور چونے کی تھیں۔ بیرونی دیواروں سے ملا کر کعبہ محکمہ کے ارد گرد سنگ مرمر کا فرش تھا جسے "مطاف" (طواف کی جگہ) کہتے ہیں۔ حطیم میں بھی جو مطاف سے ملی ہوئی ہے سنگ مرمر لگا تھا اور حطیم کے گرد بھی سنگ مرمر کی دیوار بمثل نصف دائرہ بلندی میں آدمی کے سینہ تک اور آثار (حطیم کی گولائی ایسی جیسا کہ اُس نے ادب سے ہاتھ باندھے ہیں اور اسی کے اوپر میزاب رحمت ہے جو دیے شریف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ بھول جلی حضرت کے "میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو") میں ایک ہاتھ بتاتی ہے۔ اور اس دائرہ کی دونوں طرف دیوار کعبہ سے ملے ہوئے آمد و رفت کے دروازے

ہیں۔

وہ دروازہ جو ابتداً حدِ مطاف تھا جسے اب 'باب السلام' کہتے ہیں تمام سنگ مرمر کا ہے دو پالیوں پر ایک محراب بہت بڑی اور خوشنما رکھی ہوئی ہے اس میں کواڑ نہیں ہیں۔ باب السلام کے پاس ایک منبر بہت ہی شاندار اور عجیب خوبی کا بلکل سنگ مرمر سے بنا ہوا تھا جس میں ۳۱ سیڑھیاں چار چار فٹ لمبی اور ایک ایک فٹ چوڑی ہیں اوپر کی سیڑھی لمبائی کے مربع ہے اور ہر سیڑھی کے دائیں بائیں ایک دیوار ایک ہاتھ اونچی بطور کنہرے کے ہے۔ اوپر کی سیڑھی پر ایک گنبد ہے اور نیچے کی سیڑھی کے پاس دروازہ مع کواڑوں کے ہے۔ اس پر خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ یہ منبر ۳۱ برس میں بڑی کارگیری سے بنایا گیا ہے یعنی ہمیشہ دن کے بارہ بج کر ۲۰ منٹ پر خطبہ پڑھا جاتا ہے چاہے کوئی بھی موسم ہو۔ اس وقت اس پھتری یعنی گنبد کا سایہ خطیب پر ہوتا ہے۔ کیا محال جو اس پر ذرا بھی دھوپ پڑ جائے۔ **اللہ اکبر** کیا صنعت ہے ہم روضہ تاج کعبہ کے کتبہ پر عرش عرش کرتے تھے کہ جیسا حرف برابر کا پڑھا جاتا ہے۔ ویسا ہی تین سو فٹ بلندی سے پڑھا جاتا ہے۔ یہ اس سے بھی بڑھ گئی کیا استاد نے وقت اور سورج کی رفتار کو قبضہ میں کیا ہے۔ **سبحان اللہ**۔

اس منبر کے قریب ہی مقام ابراہیم تھا یعنی جس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کو بنایا ہے وہ یہاں پر ایک صندوق میں رکھا ہوا ہے اور زمین پر سنگ مرمر کا حوض بنا کے صندوق کو اس میں اتار دیا ہے اور حوض کے چاروں کونوں پر چار چوبی ستون کھڑے کر کے اوپر لکڑی کا گنبد بنایا ہے۔ جس کی چھت پر لا جو ردی منتقل کام ہے اور چھت شمشے کی ہے اور چاروں دروں میں چار پٹیاں جالی دار ہشت دھات کی لگی ہوئی ہیں۔ مقام ابراہیم کے قریب ہی چاد زمزم ہے۔

میدان مطاف کے گرد بطور حد کے ۳۸ ستون ہشت دھاتی ڈبے ہوئے ۸ کھڑے کر دیئے ہیں اور ہر ستون کے دوسرے ستون تک اوپر کے سروں پر لوہے کی سلاخیں لگا دی ہیں۔ جن پر دو دو ستونوں کے درمیان سات سات ہانڈیاں روشنی کے لئے کہنی کنڈوں میں لگتی ہیں یہ ستون ظاہر کرتے ہیں کہ پہلے حد حرم نہیں تک تھی۔

ان ستونوں سے ملا ہوا باہر کی طرف چبوترہ سنگ مرمر کا ہے۔ جس کے اوپر سنگ مرمر کا فرش ہے۔ اس کی چوڑائی مطاف کے برابر، اونچائی تین طرف ایک بالشت چوتھی طرف جدھر کعبہ معظمہ کا دروازہ ہے برابر مکن مطاف کے ہے یہ چبوترہ بتاتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہاں زمین بڑھائی تھی اسی چبوترہ پر چاروں (حنی، شامی، مکی، حبلی) مصلے ہیں۔

خفی مصلیٰ پر دو دالان آگے پیچھے تین محرابوں کے تھے اور تمام محرابیں 9 ہیں اور کعبہ معظمہ کی طرف کھلتی تھیں اور دالان کے دائیں بائیں جانے کا ہر دالان کے ایک ایک محراب دونوں طرف کے محن کی جانب کھلتا ہے۔ ہر ایک دالان میں علاوہ امام و دو مصفیٰ ہیں ہیں آدمیوں کی کھڑی ہو سکتی تھیں یہ مصلیٰ دو منزلہ تھا اوپر کی منزل پر ایک وسیع کمرہ تھا۔ اس میں بھی جماعت کی صفیں ہوتی تھیں امام کے اوپر چھت کئی ہوتی تھی جس میں اپنی جگہ لگا ہوا ہے اس جگہ سے امام کی آواز سن کر اوپر کے مکتبہ جو تین ہوتے تھے بکیر کہتے تھے۔ پہلے الا جہل کی کچہری یہاں ہوتی تھی اس کی رہائش گاہ حرم کے باہر تھی وہاں اب ساکنان حرم کا استیفا خانہ ہے اس کے مکان کی مرمت ہوتی رہتی تھی وہ اپنی قدیم صورت پر رکھا ہوا تھا اور زمانہ جہاست میں جو بہت کعبہ میں رکھے ہوئے تھے وہ توڑ پھوڑ کر ادھر ہی دروازہ حرم شریف پر بطور میزبیوں کے اوندھے ڈال رکھے ہوئے تھے۔ لوگ ان پر جوتے پھین کر گزرتے تھے۔ باقی مصلوں کی صورت یہ ہے کہ چار چار ستون پتھر کے ایک مربع ٹکڑے کے چاروں کناروں پر کھڑے ہیں اور اس پر کھڑی کا خوبصورت اور دل آویز سانچہ گنبد کی طرح رنگ برنگ چمک رہا تھا۔ ہر ایک مصلیٰ پر سوائے امام کے آٹھ آٹھ آدمیوں کی دو مصفیٰ ہو سکتی تھیں۔ اس چوڑے کے اس طرف وہ زمینیں ہیں جو بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں ملائیں مگر انہیں کوئی علامت نہیں بتائی گئی کیونکہ جہاں جس کو چھٹی زمین میسر ہوئی اس نے ادھر ہی سے تعمیر کعبہ کی۔

واضح ہو کہ چاروں طرف جہاں خانہ کعبہ میں زمین مربع پائی گئی اُس کو محن قرار دیا اُس حد پر دالان و در دالان ایک ہا لشت کرسی کے بنائے تھے اور کہیں تین تین اور چار چار دالان بھی۔ یہ سارے ستون ایک ہی قسم کے یکساں ہیں بلندی 15 فٹ اور موٹائی 6 فٹ کے قریب ہے۔ اور محرابیں بھی 15 فٹ اونچی ہیں پس ہر در انتہائے عراب سے بنا ہوا جس سے سینکڑوں خوشنما ستارے چھت پر معلوم ہوتے اور پچھلے دالانوں میں اکثر جگہ حجرے یا کمرے علماء اور طواف کرنے والوں کے لئے ان میں سے اکثر حجرے دو منزلہ اور دونوں منزلوں کے دروازے حرم شریف کے دالانوں کے دروازوں کی طرف تھے تاکہ جماعت کے وقت ہر جگہ کے آدمی وہیں نماز پڑھ لیں یہاں تک کہ جس تعمیر کا ذکر ہوا وہ پہلی تھی۔

اب سلطان المعظم نے حرم شریف کے چاروں طرف دو منزلہ اور سہ منزلہ مدرسے بنوا دیے ہیں جن کے دروازے باہر کو بھی ہیں اور حرم شریف کی طرف بھی۔ پھر ایک احاطہ حرم کے گرد کھینچوا کے اس میں چالیس دروازے آمد و رفت کے لئے رکھے ہیں۔ اس احاطے کے چاروں کونوں پر عراب **نہی اور باب نقاشی** پر اور **باب الزیہ** پر ایک ایک سہ منزلہ **مینار ذلت** کے لئے ہے۔ ان ساتوں میناروں کی ہر منزل پر ایک ایک گز چوڑا حلقہ لگا کے آہنی جگہ لگا دیا۔

اس میں قدیمیں رکھنے کی جگہیں بنی ہوئی تھیں۔ حرم شریف کی چھت پر سے ان میناروں پر جاتے اور ۲۱ سوؤن ان پر اذانیں دیتے۔ بعد سلطان سلیم (ترکی سلطان) کی اس تعمیر کا اختتام ہو گیا اور جبکہ اس کا آغاز سلطان مراد (ترکی سلطان) نے ہو گیا تھا۔ یہ آخری تعمیر ہے جو اس وقت تک اہل ایمان کی دیدہ و دل کو منور کر رہی ہے۔

ترکی سلطان کی وفات کے بعد سلسلہ تعمیر و توسیع اور زائرین کے آرام و آسائش کے اقدامات جیزی سے ہوئے جو تاحال سعودی نجدی اسے آگے بڑھا رہے ہیں۔ نجدی حکومت نے حرم کعبہ کی تعمیر و توسیع پر خصوصی توجہ دی اور زائرین کے آرام و آسائش کا خاص طور پر خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اس مقدس گھر کی زیارت کی توفیق بخشے۔ (آمین)

آج کل بھی حرم مقدس کی توسیع پر ایک بڑے منصوبے کے تحت کام ہو رہا ہے۔ چند سال قبل خانہ کعبہ کا سونے کا دروازہ بنوانا سعودی عرب گورنمنٹ کے لیے بڑے اعزاز کی بات تھی۔

خانہ کعبہ کا سونے کا دروازہ پاکستانی کارنگروں کی زیر نگرانی تعمیر ہوا۔ یہ بات سعودی عرب سے آنے والے ایک پاکستانی ملک اطہر حسین نے بتائی۔ جنہوں نے خانہ کعبہ کے دروازے کی تعمیر میں خدمات بلامعاوضہ انجام دیں۔ انہوں نے بتایا کہ تقریباً چار سو سال بعد خانہ کعبہ کا دروازہ مرمت کر کے دوبارہ لگایا جانا تھا۔

۱۹۷۹ء میں سعودی حکومت نے خانہ کعبہ کے دروازہ کی مرمت اور سونے کا کام ایک سعودی ”سب“ نامی عربی کو سونپا۔ سام کو ایسے کارنگر کی تلاش تھی جو اس ہا مقصد اور ذمہ دار خالص مذہبی فریضہ کو انجام دے سکے اس تلاش میں انہوں نے ملک اطہر حسین کا انتخاب کیا۔ ملک اطہر نے بتایا کہ خانہ کعبہ کا دروازہ جو کہ ”مہتمم“ کہلاتا ہے اور اس کے اندر کی سیڑھیاں اور دوسرا دروازہ جو کہ کعبہ میں داخلہ کے وقت استعمال ہوتا ہے۔ اس پر تقریباً ۲۶۵ من سونا چڑھایا گیا۔ اندر کی سیڑھیاں بھی سونے کی بنی ہوئی ہیں جبکہ مہتمم پر سونے اور وہائٹ گولڈ سے نقش و نگار کا کام کیا گیا ہے۔ دروازہ پر نقش و نگار مشینوں اور ہاتھ سے بنائے گئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس کی نگرانی میرے ذمہ تھی۔ اور اس میں کئی ملکوں کے کارنگر حصہ لیتے ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ جب یہ دروازہ تیار ہو گیا اور اپنی جگہ لگایا جانے لگا تو اس پر دو تار تقریباً ۱۲ میل سعودی عرب کے سربراہ اور تقریباً ۱۲ میل ملک کے سربراہان اور سفیر موجود تھے۔

نوٹ

اس دور میں جو نجدیوں نے اس باب کعبہ کو سونے سے تیار کرایا خوش قسمتی سے یہاں پہلے (ایسی نگر) کا ایک کارنگر حاجی محمد اسماعیل صاحب بھی سعادت اندوز ہوئے۔ حاجی صاحب موصوف فقیر کے نہایت ہی محبوب دوست

ہیں۔

چند خصوصی واقعات

آخر میں خصوصی واقعات لکھوں تاکہ ناظرین کے ایمان کی تازگی ہو اور اہل ایمان کے قلوب کو سرور و فرحت

نصیب ہو۔

حجاج ظالم کا ظالمانہ واقعہ

جب حجاج ظالم مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ اہل مکہ پر نہایت دردناک مظالم ڈھائے گئے اور بے ہزار لوگ شہید ہوئے۔ پھر حرم پاک میں موجود بے ہزار طواف کرنے والوں کو شہید کیا۔ خواتین کی بے حرمتی کی، بچوں کو ذبح کیا اور خانہ کعبہ پر تھوکا اور حجر اسود اکھاڑ کر لے گیا۔ اس دوران میں تین ہفتے تک طواف نہ ہو سکا اور نہ ہی نماز یا جماعت کا کوئی انتظام ہو سکا صرف چند حاجی بچ گئے۔ اسلامی تاریخ کے ممتاز مؤرخین نے اس فتنے کو تاریخ کا بہت بڑا فتنہ قرار دیا۔ اس پر بڑے بڑے صالحین اور بزرگ مؤرخین نے ایسے مریخے لکھے کہ پڑھ کر دل پھٹ جاتا ہے۔ اسی طرح کے اور ایسے دوسرے گیارہ فتنے مکہ مکرمہ اور خانہ کعبہ پر گزرے جو المناک سامنے تھے لیکن یہاں اس کی تفصیل کا موقع نہیں۔ حجاج بن یوسف نے جلیل القدر صحابی رسولِ احقرت عبداللہ بن زہرہؓ کا تعاقب کر کے کتنی خطرناک فطعلی اور جرم کا ارتکاب کیا۔

جعلی مہدی کا قصہ

۱۴۰۰ھ میں ایک شخص ”مہدی“ نے اپنے آپ کو ”مہدی“ بتایا۔ تاریخ میں ۲۲/۲۱ کے قریب مہدی مٹے ہیں۔ انہوں نے طرح طرح کی بد تمیزیاں کیں جس کا نہ کوئی شریعت سے تعلق ہے اور نہ اسلام سے یا ایسے پاگل ”مہدی“ ہوں۔ مصباح قنجدی زائد دستاویز فریقہ میں بھی ہوئے جنہوں نے ایسے فتنے پیدا کیے کہ ایک عالم بے وقوف ہٹا اور ان میں سے اکثر کا تعلق دشمنان اسلام سے رہا۔ ۱۴۰۳ھ ہجری کے رجب کے مہینے میں عین جمعہ کے خطبہ میں مغربی بنگال سے وارد شدہ ایک ”مہدی“ نے اس وقت کے ”مہجر“ شیخ حش کو شہید کر دیا اور اپنے آپ کو ”مہدی“ قرار دیا۔

۱۴۰۰ھ کے مہدی حملہ آور کی تفصیل فقیر کے ”سفرنامہ حج اٹوں“ میں ملاحظہ ہو۔

کعبہ معظمہ پر حملہ کی فہرست

ہمارے دور تک کعبہ معظمہ پر متعدد جہزیل حملے ہوئے ہیں:-

(۱) اصحاب الفیل

﴿2﴾ یزید کو جب معلوم ہوا کہ بعد شہادت حضرت امام حسین کے ساتھی کعبہ میں پناہ گزین ہیں تو ان کی تلاش میں کعبہ معظمہ پر حملہ کرایا۔

﴿3﴾ حجاج بن یوسف کے حکم پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تلاش میں کعبہ پر حملہ کیا گیا۔

﴿4﴾ ترکوں نے وہابیوں پر حج کی پابندی لگا دی تھی بعض شرائط پر انہیں اجازت ملی تو انہوں نے آتے ہی کعبہ پر حملہ کر دیا۔

﴿5﴾ ہمارے دور میں ۱۴۰۰ھ میں نجد کے بعض وہابی گروہ نے حماس جنہیں سعودیوں نجدیوں نے گرفتار کر کر سولی پر چڑھایا۔

نوٹ

اس حملہ آوروں میں ایک پاکستانی وہابی بدیع الدین عیسیٰ جھنڈر کا بیٹا بھی شامل تھا جسے سولی چڑھانے کے بعد پاکستان پہنچایا گیا۔

کعبہ ڈھا دیا جانیگا علم غیب رسول اکرم ﷺ

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا

”یہ عرب الکعبہ والسنوفتن“

(بخاری وغنی شرح)

”کعبہ کو ایک جھٹی چھوٹی پنڈلیوں والا ڈھانے گا۔“

فائدہ

ایسے ہوگا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور اس کی بہت بڑی تفصیل اور عجیب و غریب واقعات ہیں تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی کتاب ”قیامت کی نشانیاں“ اور رسالہ ”ہدم الکعبہ“ (کعبہ گرایا جاتا)

انتباہ

یہ گرانا صرف کعبہ کے کمرہ کا ہوگا ورنہ حقیقت کعبہ کا حال احادیث مبارکہ میں ہے۔ کعبہ کے کمرہ کے مٹ جانے کے بعد بحکم خداوندی ملائکہ اسے دو لہن کی طرح سنوار و سنگار کر کے بارگاہ رسول ﷺ میں عینہ طیبہ لے جائیں گے یہ حضور نبی پاک ﷺ کے حضور ہدیہ درود و سلام پیش کرے گا (سبحان اللہ)۔ آپ ﷺ اسے فرمائیں گے چلو میدان حشر

میں، میں آتا ہوں۔

فائدہ جلیلہ

شارح بخاری حضرت امام علامہ قسطلانی فرماتے ہیں:-

”وَلَا يَخْفَاءُ إِنَّ الْبَيْتَ جَسَدٌ“ وَرُوحُهُ الْخَجَرُ الْأَسْوَدُ“

(زرقانی جلد ۵: صفحہ ۱۹۴)

”اس میں کوئی خفا نہیں کہ کعبہ جسم ہے اور حجر اسود کعبہ کی روح ہے۔“

اس لئے ویسی حضرت انس سے روایت کرتے ہیں:-

”الْخَجَرُ يَمِينُ اللَّهِ فَمَنْ مَسَّحَهُ فَقَدْ بَالَعَ اللَّهَ“

(زرقانی جلد ۵: صفحہ ۱۹۴)

”کہ حجر اسود یمن ہے۔ اس کو ہاتھ لگانا شے بہت کرنا ہے۔“

سبحان اللہ جو شرف حضور ﷺ کو عطا ہوا وہ حضرت خلیل علیہ السلام کو نہ ملا، خلیل اللہ علیہ السلام نے جسم کعبہ کو بنایا

اور حبیب اللہ نے روح کعبہ کی تعمیر فرمائی۔

کعبہ کے درود یوار

قیامت میں کعبہ معظمہ کے درود یوار حج و عمرہ والوں کی گواہی دیں گے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ”الحقائق“ اور

رسالہ ”التحریر المسجدی تحقیق البحر الاسود“ میں۔

درس عبرت

حیرانی ہے کہ توحید کے متانے درود یوار اور حجر اسود کا علم مانتے ہیں لیکن اپنے نبی پاک ﷺ کے لئے شرک کا

فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ سچ ہے:-

”وَلَكِنَّ الْوَهَابِيَّةَ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ“

نذر عبد المطلب

سیدنا عبد المطلب نے منت مانی کہ اگر مجھے دس (۱۰) بیٹے عطا ہوئے تو میں ایک بیٹا راؤ خدا میں ذبح کروں گا

جب بیٹے جوان ہوئے تو خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا ہے۔ اے عبد المطلب! جو تم نے نذر مانی تھی اس کو پورا کرو

عبدالطلب گھبرائے ہوئے اٹھے اور ایک مینڈھاؤں کر کے فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیا۔ دوسری رات حکم ہوا کہ جو چیز مینڈھے سے بڑی ہے وہ قربانی کرو خواب سے بیدار ہو کر ایک نعل و خراج کیا۔ تیسری رات حکم ہوا کہ اس سے بھی اکبر ذبح کروا کہنے والے سے پوچھا: اس سے اکبر کیا چیز ہے؟ اس نے کہا اپنی اولاد میں سے ایک بیٹا جس کی تم نے منت مانی تھی خواب سے بیدار ہو کر شدید غلگن ہوئے اور ذبح کرنے کا واقعہ اپنی اولاد کو جمع کر کے بتایا اور ایضاً نذر کا عزم ظاہر کر کے ان سے پوچھا تو ہر ایک نے اپنے آپ کو پیش کر کے آپ کو اختیار دے دیا کہ جس کو چاہو قربان کریں انہوں نے دسوں کے نام لکھ کر عرش تعالیٰ سے دعا کی۔ کہ اے عرش تعالیٰ! ان میں سے جس کی قربانی تجھے منظور ہے اس کا نام نکال دے اور قرعہ ڈال دیا تو قرعے میں حضرت عبداللہ ﷺ کا نام نکل آیا۔ اگرچہ سب لڑکوں سے زیادہ یہی ان کے نزدیک پیارے تھے مگر وہ اس قدر ترقی فیصلے کے آگے مجبور تھے تو حضرت عبداللہ ﷺ کے بھائی اور فضیلا مایع ہوئے اور سردار ان قریش نے بھی منع کر کے کہا کہ اگر آپ نے یہ قربانی کر دی تو آئندہ کے لئے ایک رسم بن جائے گی جس کے لئے آپ کی یہ قربانی حجت ہوگی۔ اسی لئے اپنے رب سے غدر خواہی کرو۔ اور قلاں کا ہنہ جو اس وقت خیر میں رہتی ہے اس کے پاس جاؤ۔ امید ہے کہ وہ ضرور کوئی بہتر طریقہ بتائے گی۔ جب لوگ اس کے پاس گئے اور اس کو سارا قصہ سنایا تو اس نے کہا تم لوگوں میں فلس کی دیت (خون بہا کیا ہے؟) کہا گیا:-

دس اونٹ اس نے کہا تم اپنے شہر جا کر دس اونٹوں اور عبداللہ پر قرعہ ڈالو۔ اگر قرعہ عبداللہ کے نام نکلے تو دس اونٹ اور زیادہ کرو پھر بھی اگر عبداللہ کے نام نکلے تو دس اونٹ اور زیادہ کرو۔ اسی طرح دس اونٹ بڑھا کر قرعہ ڈالتے رہو یہاں تک کہ قرعہ اونٹوں کے نام آئے اور جب اونٹوں کے نام قرعہ نکل آئے تو اب سمجھ لینا ہمارا خدا راضی ہو گیا ہے اور اس نے عبداللہ کے بدلے اس کے اونٹ کی قربانی منظور کر لی ہے۔ پھر ان کو ذبح کر دینا چنانچہ قرعہ ڈالا گیا اور اس کا آغاز دس اونٹوں سے کیا پھر ہر دفعہ دس دس بڑھاتے گئے اور حضرت عبدالطلب صبر کے ساتھ عرش تعالیٰ سے دعا کرتے رہے۔ نوے (۹۰) اونٹ تک نام حضرت عبداللہ ﷺ کا ہی نکلا رہا۔ جب اونٹوں کی تعداد سو (۱۰۰) ہو گئی تو اونٹوں کا نام نکل آیا لوگوں نے کہا اب خدا راضی ہو گیا فرمایا! خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ جب تک تین مرتبہ اونٹوں کا نام نہ نکلے چنانچہ تین مرتبہ پھر قرعہ ڈالا۔ نام اونٹوں ہی کا نکلا تو حضرت عبدالطلب نے بیٹے کے بدلے فدیے میں سو (۱۰۰) اونٹ قربانی کر کے اپنی منت پوری کر دی۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف: "سیرۃ حبیب کبریا ﷺ" میں)۔



آخری گزارش

کعبہ شریف کے متعلق واقعات و دیگر نوادرات کا سلسلہ طویل ہے۔ تعمیرِ اوّل سے لے کر تاحال کیسے عجائب و غرائب ہوئے سب کو جمع کیا جائے تو کئی جلدیں تیار ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ اتنا ہی قبول فرمائے تو بیڑا پار ہے۔

فقط والسلام

ہسینے کا بھکاری الفقیر القادری
ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

